ہدیۂ خلوص

ایک مجاہد عالمِ دین کا پیغام...

اپنے محبوب بھائیوں کے نام

شیخ ابراهیم بن سلیمان الرُبَیْش

حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک مجاہد عالمِ دین کا پیغام...... اپنے محبوب بھائیوں کے نام

شیخ ابراھیم بن سلیمان الرُبَیش

حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين , والصلاة والسلام على أشرف الأنبياء والمرسلين نبينا محمدٍ وآله وصحبه ومن تبعهم بإحسان، اما بعد:

اے مجاہد! اے سرحدوں پر رباط کرنے والے! اے اللہ کے راستے میں قربانی دینے والے! میرے یہ کلمات خاص آپ کے لیے ہیں۔ یہ گفتگو اُن خیالات اور افکار پر مشتمل ہے جو میرے دل و دماغ میں اُن دنوں آتے تھے، جب میں مستضعفین فی الارض میں سے تھا، کمزوری کی حالت میں تھا اور اللہ نے مجھ پر جہاد کا راستہ آسان نہ کیا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ بہت سے مومنین جہاد کرنا چاہتے ہیں، لیکن میدانِ جہاد تک پہنچ نہیں سکتے، وہ بھی اس سے ملتے جلتے احساسات رکھتے ہوں گے۔

مگر ان دنوں میں بھی میں آپ مجاہدین کی حالت پر رشک اور آپ سے محبت کرتا تھا۔ اور میری آپ سے یہ محبت صرف اللہ کی خاطر تھی۔ آپ جس حالت میں ہیں مجھے اس سے محبت ہے، کیونکہ یہ حالت اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا سبب ہے۔ آپ کو دیکھنا مجھے محبوب ہے، چاہے وہ کمپیوٹر کی اسکرین پر ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ یہ میرے دل میں میدانِ جہاد کی طرف لپکنے کے شوق کو بھڑکاتا ہے، اور شوقِ جہاد کے ان شعلوں کو صرف یہ دعاء ہی بجھا سکتی ہے "اے اللہ) مجاہدین اور میدانِ جہاد سے دور بیٹھ کر، اس بے قراری کی کیفیت میں (اِن مجاہدین کو دیکھنے کا اور اسِ آزمائش کا اجر ہمارے لیے لکھ لے"۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں آپ کے لیے وہ قبولیت پیدا کر دی ہے جس کی وجہ سے آپ کے متعلق اور آپ کی کامیابیوں اور کارناموں کے بارے میں باتوں سے مجھے الفت ہو گئی، چاہے ان باتوں میں تکرار ہی کیوں نہ ہو۔ میری یہ حالت مجھے اس شاعر کی حالت یاد دلاتی تھی جو کہتا ہے:

اے وہ کہ جو مجھے میرے احباء کے ساتھ بیتے لمحوں کی یاد دلاتا ہے
ان کے متعلق گفتگو کیا ہی دل نشین ہے
کیا ہی اچھا ہو، کہ میرے ساتھ بیٹھ کر وہ ساری باتیں پھر دہراؤ
کیونکہ محبوب کی یادیں بھی محبوب ہوتی ہیں

میں دیکھتا تھا کہ آپ کا راستہ مشکلات اور صعوبتوں سے پُر ہے۔ اس راستہ میں محفوظ ترین حالت قتل یا جلا وطن ہو جانا ہے، یہ بھی تب، جب آپ گرفتاری اور معذوری سے بچ جائیں۔ میں نے جب نصوص کا مطالعہ کیا تو یہی پایا کہ اللہ تعالیٰ

نے اسلام کے ارکان اور عبادات کو قائم کرنے کا جابجا حکم دیا ہے، لیکن کسی عبادت کا حکم ان الفاظ میں نہیں دیا کہ " کُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ"۔ "تم پر قتال فرض کر دیا گیا ہے، چاہے یہ تمہارے لیے ناگوار ہی کیوں نہ ہو"۔ مجھے آپ کی حالت پر تعجب ہوتا اگر نبی کریم ﷺ کا یہ متفق علیہ قول میرے سامنے نہ ہوتا کہ " حفت الجنة بالمكاره وحفت النار بالشهوات"۔ " جنت ناگوار چیزوں سے گھری ہوئی ہے جبکہ جہنم شہوات سے"۔ یوں میں نے جان لیا کہ جس عبادت میں آپ مشغول ہیں وہ جنت کی طرف لے جانے والا بہترین راستہ ہے۔ اور اس بات پر یقین نبی اکرم ﷺ کے اس قول سے اور زیادہ بڑھ گیا کہ "إنّ أبواب الجنة تحت ظلال السيوف"۔ "جنت تلواروں کے سائے تلے ہے"۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کو کس تنگی اور دشواری کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات آپ کا حال یہ ہو جاتا ہے کہ آپ پہاڑ کے کسی غار میں پناہ لینے، یا کہیں جھاڑیوں اور درختوں کے درمیان چھپنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ حالات کی تنگی آپ کو کبھی اس حال تک پہنچا دیتی ہے کہ آپ کے لیے جمعہ پڑھنا یا جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا بھی ممکن نہیں رہتا۔ اس کے باوجود میں آپ پر رشک صرف اس لیے کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن کسی شخص سے بھی، چاہے وہ علم اور عبادات میں کتنے ہی بلند مرتبے پر فائز کیوں نہ ہو، اس طرح نہیں ڈرتے جس طرح وہ آپ مجاہدین سے ڈرتے ہیں۔ آپ کے خوف سے اِن دشمنانِ دین کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔ آپ ان کا جو حشر کرتے ہیں اس کی وجہ سے وہ خوف کے مارے سرِعام رو پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان آپ لوگوں سے ہی متعلق ہے :

> وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُم بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ (9:120)
>
> "وہ کسی ایسی جگہ چلتے ہیں کہ کافروں کو غصہ آئے یا دشمنوں سے کوئی چیز چھینتے ہیں تو ہر بات پر ان کے لیے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔"

میرا یہ گمان ہے، اور حسیب اصلی تو اللہ تعالیٰ ہی ہے، کہ آپ یہ سب اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے کرتے ہیں، اور اس وجہ سے کرتے ہیں کہ آپ کے دلوں میں اس دین کی عظمت موجود ہے۔ ابنِ عقیل رحمہ اللہ کے اس قول کے مصداق کہ "إذا أردت أن تعلم محل الإسلام من أهل الزمان فلا تنظر إلى زحامهم في أبواب الجوامع ولا ضجيجهم في الموقف بلبيك , وإنما انظر إلى مواطأتهم أعداء الشريعة" "اگر تم اپنے وقت کے لوگوں کے دلوں میں اسلام کی قدر و منزلت جاننا چاہو، تو مساجد کے دروازوں پر ان کا اکٹھ یا حج پر لبیک کی صدا میں ان کے زور و شور کو نہ دیکھو، بلکہ یہ دیکھو کہ شریعت کے دشمنوں کو وہ کس زور سے کچلتے ہیں۔"

میں اکثر قبر کی آزمائش، اس کے عذاب کی شدت، اور مومنوں کے اس سے شدید خوف کے بارے میں سوچتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ ہر نماز میں اس سے پناہ مانگتے تھے، کیونکہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔ لیکن آپ مجاہدین کے معاملے میں جب نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ "ما بال المؤمنين يفتنون في قبورهم إلا الشهيد؟ " کیا وجہ ہے کہ مومنین تو قبر کی سختی سے دوچار ہوتے ہیں مگر شہید اس سے بچا رہتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ " كفى ببارقة السيوف على رأسه فتنة "شہید کے سر پر تلواروں کی جھنکار بطورِ آزمائش) اسے قبر کے عذاب سے مامون کرنے کے لئے (بہت ہوتی ہے) ۔(نسائی)

میرے تصور میں جب آپ کا یہ حال آتا ہے .... کہ آپ کے بال، جو آپ نے دشمنوں پر رعب ڈالنے کے لیے لمبے رکھے تھے، مٹی سے غبار آلود ہیں، کبھی آپ کی آنکھوں میں یہ گرد و غبار جاتا ہے اور کبھی آپ کے کان اس سے بھر جاتے ہیں، بلکہ یہ اُس کھانے کو بھی خراب کر دیتا ہے جس سے آپ نے بھوک دور کرنی تھی.... تو میں سوچتا ہوں کہ یہ سب تو آپ کے حق میں بشارت ہے۔ ترمذی میں روایت کی گئی صحیح حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ " لا يجتمع غبارٌ في سبيل الله ودخان جهنم "۔ "اللہ کے راستے کا گرد و غبار اور جہنم کا دھواں اکھٹے نہیں ہوتے"۔

کتنی ہی مرتبہ میں آپ کی اس حالت سے متاثر ہوا کہ جنگ کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے آپ کو کبھی پوری رات در بدری میں گزارنا پڑی اور کبھی اس حالت میں پورا دن آپ گرمی برداشت کرتے رہے۔ کبھی کئی دن ایسے گزارے کہ صرف اتنا ہی پانی میسر آیا جو محض پیاس بجھانے کے لیے کافی ہو، اور یوں آپ نے شدتِ بھوک، پیاس و گرمی پر صبر کیا۔ جب میرے سامنے یہ منظر آتا ہے تو آپ کی حالت پر حیرت سے بھر جاتا ہوں۔ میں آپ کے اور اس شخص کے درمیان موازنہ کرتا ہوں جو مردانہ صفات سے عاری ہے اور غفلت کی نیند سویا پڑا ہے۔ جو کہتا ہے کہ گرمی میں مت نکلو...وہ یہ نہیں جانتا کہ جہنم کی آگ اس سے بہت زیادہ گرم ہے۔ کاش کہ وہ اس کی سمجھ رکھتا۔

اگرچہ کہ پوری دنیا نے آپ سے دشمنی کی ٹھان لی ہے، لیکن آپ پریشان نہ ہوں، کیونکہ آپ دنیا کے وہ خوش نصیب ترین فرد ہیں جو نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہے۔ نزولِ وحی کی پہلی رات نبی کریم ﷺ کو) ورقہ بن نوفل کی جانب سے (سب سے پہلی تنبیہ یہی تھی کہ " لم يأتِ رجلٌ قط بمثل ما جئت به إلا عودي "۔ " کوئی شخص ایسا نہیں گزرا کہ وہ اس ہدایت کے ساتھ آئے جس کے ساتھ آپ آئے ہیں الّا یہ کہ اس سے دشمنی کی گئی ہو۔ "

مجھے آپ پر بے انتہا رشک آتا ہے جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ آپ مجاہدین کا اللہ کی راہ میں گزرا ایک دن، کسی انتہائی عبادت گزار شخص کے پورے مہینے کی عبادت پر فوقیت رکھتا ہے۔ صحیح مسلم میں سلمانؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے

فرمایا”:رباط يومٍ وليلة خيرٌ من صيام شهرٍ وقيامه وإن مات جرى عليه عمله الذي كان يعمله وأجري عليه رزقه وأمن الفتان“۔” اللہ کے راستے میں ایک دن اور رات پہرہ دینا پورا مہینہ روزہ رکھنے اور قیام کرنے سے افضل ہے اور اگر کوئی شخص اس حالت میں مارا جائے تو قیامت تک مسلسل اس کے عمل کا اجر اسے ملتا رہتا ہے، اس کا رزق جاری کر دیا جاتا ہے اور ہر قسم کے فتنوں سے وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔“

صرف یہی نہیں، بلکہ جو وقت بھی آپ جہاد میں گزارتے ہیں، اور اس میں وہ وقت شامل ہے جو آپ نیند میں، ساتھیوں سے الفت محبت کی باتیں کرنے میں اور رات کی گپ شپ میں گزارتے ہیں، وہ جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کے صیام اور قیام سے افضل ہے۔ نبی کریم ﷺ سے جب پوچھا گیا کہ ”ما يعدل الجهاد؟“۔ ”کونسا عمل جہاد کے برابر ہے؟تو آپ ﷺ نے فرمایا”لا تستطيعونه“۔” تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔“ جب یہ سوال دہرایا گیا تو آپ نے فرمایا”:مثل المجاهد في سبيل الله كمثل الصائم القائم القانت بآيات الله لا يفتر من صيامٍ ولا صلاةٍ حتى يرجع المجاهد في سبيل الله تعالى“۔” اللہ کی راہ کے مجاہد کی مثال ایک ایسے عبادت گزار، روزہ دار، قیام کرنے والے کی سی ہے جو نہ اپنا روزہ افطار کرتا ہے اور نہ ہی نماز کی حالت سے نکلتا ہے، اس وقت تک کہ مجاہد فی سبیل اللہ واپس نہ لوٹ آئے۔“

جیسا کہ صحیحین میں ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ سے جب اس شخص کا ذکر کیا گیا جو اللہ کی راہ میں اپنا گھوڑا باندھ کر رکھتا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا”اس کے لیے اس کے گھوڑے کے جسم سے جو نجاست نکلتی ہے، اس کا اجر بھی لکھا جاتا ہے“...تو اس شخص کے کیا کہنے جس نے اپنے نفس کو اللہ کی راہ میں باندھ کر رکھا۔

میں جب جہادی نشریات میں آپ کا چہرہ دیکھتا اور دل میں پنہاں سعادت سے پھوٹنے والی مسکراہٹ آپ کے چہرے پر سجی دیکھتا، تو میرے ذہن میں یہ سوال اٹھتا کہ یہ لوگ ایسی حالت میں بھی کیسے ہنس سکتے ہیں کہ پوری دنیا ان سے لڑ رہی ہے اور تنگی اور سختیاں ان کی زندگی کا لازمی حصہ بن چکی ہیں؟ لیکن نبی کریم ﷺ کا یہ قول میرے اس سوال کا جواب دیتا ہے کہ " عليكم بالجهاد في سبيل الله فإنه بابٌ من أبواب الجنة يذهب الله به الهم والغم "۔”تم جہاد کو اپنے اوپر لازم کر لو کیونکہ یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ غم اور پریشانی کو دور کرتے ہیں۔“(احمد)

مومنین مغفرت کی طلب اور جنت حاصل کرنے کے لیے محنت تو کرتے ہی ہیں، لیکن آپ مجاہدین نے جو راستہ چنا ہے وہ خطاؤں کو مٹاتا ہے اور گناہوں کو بالکل دھو ڈالتا ہے۔ اگر اللہ کی توفیق شاملِ راہ رہے تو یہ راستہ آپ کو اللہ کے عرش تلے پہنچا کر ہی ختم ہو گا۔

قال صلى الله عليه وسلم: ''القتلى ثلاثة: رجلٌ مؤمنٌ خرج بنفسه وماله فلقي العدو فقاتل حتى يُقتل, فذلك الممتحن في خيمة الله تحت عرشه لا يفضله النبيون إلا بدرجة النبوة, ورجلٌ مؤمنٌ فرق على نفسه من الذنوب والخطايا لقي العدو فقاتل حتى يُقتل, فتلك ممصمصةٌ محت ذنوبه وخطاياه, إن السيف محّاءٌ للخطايا, وقيل له ادخل من أي أبواب الجنة الثمانية شئت فإنها ثمانية أبواب ولجهنم سبعة أبواب بعضها أفضل من بعض'' — (يعني أبواب الجنة) ''ورجلٌ منافقٌ خرج بنفسه وماله فقاتل حتى يُقتل, فذاك في النار, إن السيف لا يمحو النفاق'' (رواه أحمد وصححه الألباني).

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جنگ میں) قتل ہونے والے تین طرح کے ہوتے ہیں:
ایک وہ مردِ مومن جو اپنی جان و مال سے اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے، جب اس کا دشمن سے سامنا ہوتا ہے تو وہ ان سے لڑتے ہوئے شہید ہو جاتا ہے۔ یہ وہ چنا ہوا شہید ہے جو عرش کے نیچے اللہ کی جنت میں ہوگا اور انبیاء کرام علیہم السلام اپنے درجۂ نبوت کی وجہ سے ہی ان سے افضل ہوں گے۔
دوسرا وہ شخص جس نے غلطیاں اور گناہ کیے پھر اس نے اللہ کے راستے میں اپنی جان و مال سے جہاد کیا۔ جب اس کا دشمن سے سامنا ہوا تو لڑتے لڑتے مارا گیا۔ یہ قتل ہونا اس کے لیے پاکی ہوگی اور اس کے سارے گناہ مٹ جائیں گے۔ بے شک تلوار گناہوں کو دھو دینے والی ہے۔ یہ شخص جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے گا داخل کیا جائے گا۔ بے شک جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور جہنم کے سات۔ اور ان (ابوابِ جنت) میں سے بعض دروازے بعض سے بڑھ کر ہیں۔
تیسرا وہ منافق شخص جس نے اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد کیا، اور جب دشمن سے سامنا ہوا تو لڑتے ہوئے مارا گیا۔ یہ جہنم میں جائے گا کیوں کہ تلوار نفاق کو نہیں مٹاتی۔''

میں نے جب دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء، جن سے وہ محبت کرتا ہے اور جو اس سے محبت کرتے ہیں، ان کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے کہ وہ مومنین کے حق میں نرم اور کفار سے سختی کرنے والے ہیں، تو مجھے اس تعریف پر آپ سے بڑھ کر کوئی پورا اترتا نظر نہیں آیا۔ قتال سے بڑھ کر کفار کے خلاف کوئی سختی نہیں ہو سکتی، اور مومنین کے حق میں اس سے بڑھ کر نرمی نہیں ہو سکتی کہ آپ ان کے دفاع میں اپنی جان اور مال پیش کریں چاہے ان کی طرف سے آپ کو اذیت ہی کیوں نہ پہنچے۔

میں دیکھتا ہوں کہ پوری دنیا آپ کی مخالفت کرتی ہے، آپ کے خلاف باتیں کرتی ہے یہاں تک کہ آپ کے بعض دینی بھائی بھی جن کے دفاع ہی کی خاطر آپ کھڑے ہوئے ہیں اور ان کے لیے ڈھال بنے ہیں، ان میں سے بعض لوگ آپ کا مذاق اڑاتے ہیں اور آپ کو طعنے دیتے ہیں۔ کچھ منبروں پر آپ کی توہین کرنے سے دریغ نہیں کرتے، اور کچھ تو آپ سے قطع تعلقی اختیار کر لیتے ہیں اور سلام کا جواب تک نہیں دیتے۔ بعض لوگوں کا حال تو اتنا برا ہوتا ہے کہ وہ آپ کو پہنچنے والی تکلیف سے خوش ہوتے ہیں۔ ان کا حال اس قول پر پورا اترتا ہے کہ "میں ان کی زندگی چاہتا ہوں اور یہ میرا قتل"۔ اس کے باوجود آپ اس راستے پر قائم ہیں، اور ان تلخیوں کو یوں قبول کر لیتے ہیں جیسے یہ خالص شہد ہوں۔ امت میں آپ ہی اولیاء اللہ کے اس وصف سے متصف ہیں کہ "يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَلاَ يَخَافُونَ لَوْمَةَ لآئِمٍ"۔" وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے"۔ طائفہ منصورہ کی یہ خصوصیت بھی آپ ہی میں پائی جاتی ہے کہ "لا يضرهم من خالفهم ولا من خذلهم حتى يأتي أمر الله"۔ "ان کو نہ کوئی مخالفت کرنے والا اور نہ ہی کوئی بے وفائی کرنے والا نقصان پہنچا سکتا ہے، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے۔"

میرے عزیز بھائی، آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو کچھ نصیحتیں کروں، کیونکہ کبھی کبھار چھوٹا بھی بڑے کو نصیحت کر سکتا ہے۔ ہم میں سے کوئی نصیحت سے بالاتر نہیں، نہ ہی کوئی نصیحت کرنے کے مقام سے کم تر۔

اولاً: میں آپ کو نیت کا مسلسل محاسبہ کرنے کی تلقین کرتا ہوں، کیونکہ نیت ابلتی ہنڈیا میں آنے والے جوش کی طرح پلٹتی بدلتی رہتی ہے۔ یاد رکھیے کہ آپ کو آپ کے عمل سے وہی ملے گا جس کی آپ نے نیت کی ہو۔ انسان کے دین پر بھوکے بھیڑیے حملہ آور ہوتے ہیں یہاں تک کہ اس کو تباہ کر دیں۔ نبی کریم ﷺ کا قول ہے کہ "ما ذئبان جائعان أرسلا في غنم بأفسد لها من حرص المرء على المال والشرف لدينه" (رواه الترمذي)۔ "کسی ریوڑ پر حملہ آور دو بھوکے بھیڑیے اتنے خطرناک نہیں جتنے انسان کے دین کے لیے حبِ مال و جاہ خطرناک ہیں"۔

یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ اپنا جہاد اللہ کی راہ میں شروع کرتے ہیں لیکن کچھ ہی عرصہ گزرتا ہے کہ وہ اپنے نفس کی راہ میں جہاد کرنے لگتے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ غنیمت یا امارت کی امید میں رہیں گے۔ ان کا نفس اس جانب راغب ہو گا اور پھر اسی سے چمٹ کر رہ جائے گا، یہاں تک کہ وہ جہاد کریں گے تو صرف اسی غرض کے لئے۔ اگر تو ان کے نفس کی یہ خواہشات پوری ہو گئیں تو وہ جہاد کریں گے، اور اگر انہیں غنیمت نہ ملی یا کسی کے ماتحت رہنا پڑا تو ان کی ساری کوشش مسائل کھڑے کرنے اور جہاد اور مجاہدین کے خلاف باتیں کرنے میں صرف ہو گی۔ وہ اپنے اس فعل کو تقویٰ اور خدا خوفی کا لباس پہنائیں گے اور اس کی شرعی توجیہات پیش کرنے کی کوشش بھی کریں گے۔ ایسا کرنے والے شخص کی مثال اس اعرابی کی ہے جس نے بخار اور گرمی کو ترکِ ہجرت و جہاد کا عذر بنالیا، اس کی حالت بنی اسرائیل کی طرح ہے کہ:

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوٓا أَنّٰى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ(2:247)

”اور پیغمبر نے ان سے (یہ بھی) کہا کہ اللہ نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا ہے۔ وہ بولے کہ اسے ہم پر بادشاہی کا حق کیونکر ہو سکتا ہے۔ بادشاہی کے مستحق تو ہم ہیں اور اس کے پاس تو بہت سی دولت بھی نہیں۔ پیغمبر نے کہا کہ اللہ نے اس کو تم پر فضیلت دی ہے اور (بادشاہی کے لئے) منتخب فرمایا ہے اللہ نے اُسے علم اور جسم میں بڑی فراخی عطا کی ہے، اور اللہ (کو اختیار ہے) جسے چاہے بادشاہی بخشے۔ وہ بڑا کشائش والا اور دانا ہے۔“

میرے بھائی، کسی معرکے کے لیے نکلنے سے پہلے دشمن کا ترصد (جائزہ)، اپنے آپ کو مخفی رکھنے، احتیاطی تدابیر اختیار کرنے اور اپنے ساتھیوں اور ان کے اسلحے کی خبر گیری کا ہر ممکنہ طریقے سے اہتمام کیجیے۔ کامیابی محنت کے بقدر ملتی ہے۔ اس معاملے میں آپ کے لیے نمونۂ عمل نبی کریم ﷺ ہونے چاہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد ساتھ ہونے کے باوجود بھی آپ ﷺ اسباب کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کسی غزوے کا ارادہ فرماتے تو دوسروں پر یہ ارادہ ظاہر نہ فرماتے۔ بعض اوقات دو زرہیں پہنتے، اور ایسے کاموں کا اہتمام کرتے جن سے کفار کے دلوں میں رعب پڑ جائے۔ آپ ﷺ نے غفلت کے سبب کبھی نقصان نہ اٹھایا۔ اگر کبھی نقصان پہنچا بھی تو کچھ اور لوگوں کی غلطیوں کے نتیجے میں، جو کہ ہر لشکر میں ہو ہی جاتی ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ جنگی تجربات سے سیکھتے اور عبرتیں حاصل کرتے۔

لیکن آپ اپنے پاس موجود اسبابِ مادیہ سے ہرگز دھوکہ نہ کھایئے گا۔ یہ فتح و نصرت کا سبب نہیں، بلکہ فتح تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، وہ جسے چاہے اسے دیتا ہے۔ لہٰذا اپنے دل کو اللہ سے جوڑیں اور اسی پر توکل کریں:

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ أَمْرِهِ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا(65:3)

”جو شخص اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔“

إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ(3:160)

”اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے۔ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔“

کیا آپ نہیں دیکھتے کہ امریکہ نے مادی غلبے کے تمام اسباب اکھٹے کر رکھے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے مقدر میں شکست لکھی ہے اور اس کی ہزیمت کے آثار اب واضح ہونا شروع ہو گئے ہیں؟

اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کے بعد اسباب اختیار کیجئے۔ اور یہ ذہن میں رکھیے کہ اسباب آپ کو اللہ تعالیٰ سے ہرگز مستغنی نہیں کر سکتے۔ دل میں یہ توکل پیدا کرنے کے لیے الحاح و آہ و زاری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگنے سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں۔ اللہ سے مانگنے سے انسان اپنے ارد گرد میں موجود اسباب اور اپنی قوت و استطاعت سے بے نیاز ہو کر اپنا معاملہ اللہ کی مدد اور قوت کے سپرد کر دیتا ہے۔ اور اللہ سے گڑ گڑا کر وہی مانگ سکتا ہے جو اس سے حسنِ ظن رکھے اور اپنا دل اسی سے جوڑے۔ اسی لیے دعاء عبادت ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا دروازہ وہ دروازہ ہو جائے جو آپ سب سے آخر میں کھٹکھٹائیں... نہیں، بلکہ چاہے آپ کی ضرورت آپ کی پہنچ میں ہی کیوں نہ ہو، سب سے پہلے اسی کے در سے مانگیں ... کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے محروم کرنے پر قادر ہیں۔ وہی وہ ذات ہے جو انسان اور اس کے ارادوں کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔ جو شخص اللہ سے پہلے لوگوں سے اپنی حاجتیں مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا معاملہ لوگوں کے سپرد کر دیتے ہیں اور جو لوگوں سے پہلے اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس کی ضروریات پوری کرنے کے لیے مائل کر دیتے ہیں۔

یہ یاد رکھیے کہ غافِل دل سے نکلی دعاء قبول نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ سے گڑ گڑا کر مانگیے کیونکہ ایسے ہی دعا مانگنا اُسے پسند ہے۔ دنیا اور آخرت کی جو بھلائی آپ کو چاہیے اللہ تعالیٰ سے مانگیں۔ کثرت سے دعاء کریں، کیونکہ ایسا کرنے میں آپ بہر صورت فائدے میں ہی رہیں گے۔

تمام امور میں استخارہ کرنا ایک ایسا فعل ہے جو آپ کے دل کو ہر کسی سے بے نیاز کر کے صرف اللہ سے جوڑتا ہے۔ استخارہ اللہ ربّ العالمین سے مشورہ ہے، وہ ذات جو ہر اعلانیہ بات اور پوشیدہ راز سے واقف ہے۔ یہ خیر المرسلین ﷺ کی سنت بھی ہے۔ لہٰذا ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیجئے۔ اگر آپ کو امیر بنایا جائے تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے لازماً استخارہ کیجئے، کیونکہ نفع اور نقصان اللہ ہی کی ذات سے وابستہ ہے۔ استخارہ کرنے کے بعد اگر آپ کو کامیابی ملی تو آپ کی خوش نصیبی ...اور اگر نقصان ہوا تو کوئی غم نہیں... کیونکہ آپ اپنا معاملہ پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے سپرد کر چکے تھے۔

عزیز بھائی، آپ کا راستہ ناگواریوں سے پُر ایک طویل اور مشکل راستہ ہے۔ اس راہ کے لیے زادِراہ ضروری ہے۔ ’’وَتَزَوَّدُواْ فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى‘‘۔’’زادِ راہ اختیار کرو اور سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے‘‘۔ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا اور اس (کے احکامات) کی حفاظت کرنا عملِ صالح ہی کے ذریعے ممکن ہے۔ ہر قسم کے اعمالِ صالحہ کی پابندی اختیار کیجئے۔ اس بات کو اپنا غم بنالیجئے کہ آپ کو جنت کے آٹھوں دروازوں سے پکارا جائے۔ اپنے اوپر نفل روزے، نفل نماز اور تلاوتِ قرآن کو لازم کرلیجئے۔ اور اگر اس میں کوئی مشکل درپیش آئے تو کم از کم مہینے کے تین روزے، رات کی تین رکعات اور مہینے میں ایک دفعہ ختمِ قرآن کا اہتمام کیجئے۔ اس کو اپنے کھانے پینے پر ترجیح دیجئے، کیونکہ اگر کھانے پینے میں کوتاہی ہو تو اس کا نقصان صرف جسم کو پہنچتا ہے، لیکن اگر عبادت میں کوتاہی ہو تو اس کا نقصان دل کو پہنچتا ہے اور دل کی صحت مندی ہی ہر خیر کی بنیاد ہے۔

خبردار! کہیں آپ جہاد کے اجر کو کافی جان کر دیگر اعمالِ صالحہ سے غفلت نہ برتنے لگ جائیں، کیونکہ یہ غرور و تکبر ہے۔ آپ کے پاس اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا جہاد قبول کر لیا ہے؟ ممکن ہے کہ ایک لحظے کا تکبر آپ کے سالوں کے جہاد کے اجر کو ضائع کرنے کا سبب بن جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاک چیز کو ہی قبول کرتا ہے۔ آپ کو کیا معلوم کہ آپ کے جنت میں جانے کی وجہ مسلمانوں کے راستے سے ایک پتھر ہٹانا بن جائے...یا کسی کتے یا گدھے کو پلائے گئے پانی کے چند قطرے آپ کی نجات کا باعث بن جائیں؟ نیکی کے کسی کام کو بھی حقیر نہ جانیے، چاہے وہ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔

ان لوگوں میں سے نہ ہو جایئے جو قتال کے موقع پر قتال تو کرتے ہیں... مگر اپنا دیگر وقت لایعنی بحثا بحثی میں ضائع کرتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ جہاد و رباط کا اجر انتہائی عظیم ہے، لیکن وہ شخص نادان ہے جو دو عبادتوں کو اکٹھا ادا کرنے کی قدرت رکھنے کے باوجود صرف ایک کو ادا کرے۔ لہٰذا جہاد کیجئے اور اپنے دیگر اوقات کو کسی نہ کسی عبادت میں صرف کیجئے، چاہے وہ بھائیوں کے کپڑے دھونا یا ان کا اسلحہ صاف کرنا ہی کیوں نہ ہو۔

اے میرے دینی بھائی، کسی منکر کو حقیر نہ جانیے، ممکن ہے وہ آپ کی نظروں میں حقیر ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑی برائی ہو۔ بلکہ وہ صرف اس لیے بہت بڑا گناہ بن جائے کہ آپ نے اس کو حقیر جانا۔ یہ نہ بھولیے گا کہ آپ ایک محاذ پر ہیں، ممکن ہے آپ کے اس گناہ کی وجہ سے پورے لشکر کو اس محاذ پر شکست ہو جائے اور آپ امت کو لاشعوری طور پر نقصان پہنچانے کا سبب بن جائیں۔ حنین کے لشکر میں سے بہت سے لوگ کثرتِ تعداد پر فخر و غرور کے سبب پیٹھ پھیر گئے۔ یہ فخر و تکبر نبی کریم ﷺ یا صحابہ کرام ؓ نے نہیں کیا تھا، بلکہ یہ چند افراد کا فعل تھا، جس کے باعث قریب تھا کہ پورا لشکر ان کے اس فعل کے برے نتائج بھگتتا۔

کہیں شیطان آپ کو بعض گناہوں کے بارے میں یہ وسوسہ ڈال کر پھسلا نہ دے کہ خون کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ آپ کو کس نے یہ ضمانت دی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہی ہوں گے؟ ممکن ہے آپ پوری عمر جہاد کریں اور پھر بستر پر ہی وفات پا جائیں۔ اور اگر آپ مارے بھی جائیں تو قبولیت کی ضمانت کون دے گا؟ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے مارا گیا لیکن صرف ایک چادر کے سبب شہادت سے محروم ہو گیا جو اس نے مالِ غنیمت میں سے نکال لی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف نہ ہو جایئے، کیونکہ اس کی تدبیر سے صرف وہی بے خوف ہوتا ہے جو ہلاکت میں پڑ چکا ہو۔ اگر آپ سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ اور استغفار کیجئے، کیونکہ توبہ اور استغفار میں جلدی کرنا اللہ سے ڈرنے والوں کی نشانی ہے۔

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ (3:135)

"اور وہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے۔"

مومنین کے دلوں کو زنگ تیزی سے لگ جاتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ زنگ اتارنے کا اہتمام کیا جائے۔ دلوں سے زنگ اتارنے اور ان کو اللہ سے جوڑنے کے لیے اللہ کے ذکر کی مجلس سے بہتر کوئی چیز نہیں، کیونکہ اللہ کا ذکر کرنے سے فرشتے اکھٹے ہوتے ہیں۔ جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ذکر کی مجلس میں بیٹھے تمام لوگوں کی مغفرت کی جاتی ہے، چاہے حاضرین میں کوئی ایسا بھی ہو جو خود ذکر نہ کرتا ہو۔ یہ نہ سمجھیے کہ مجلسِ ذکر کے لیے کسی عالم کا یا کسی طالبِ علم کا موجود ہونا ضروری ہے، جس نے پوری زندگی علم کے حصول میں گزاری ہو... بلکہ ہر مومن اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ایسی مجلس کروا سکتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرائے، نیکیوں پر ابھارے اور معصیت سے دور رہنے کی ترغیب دے۔ کتنا ہی اچھا ہو گا اگر ہم اپنی مجالس کو ذکر کی مجالس بنا دیں جس میں اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے احسانات، سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف روشن پہلوؤں، تاریخِ اسلامی کے وہ ابواب جو ہمیں سلفِ صالحین سے جوڑیں یا باعثِ عبرت واقعات پر غور و فکر کریں، تاکہ جب ہماری مجلس ختم ہو تو (حدیث کے مصداق) کہا جائے کہ "انصرفوا مغفورًا لکم". "اس حال میں جدا ہو جاؤ کہ تمہاری مغفرت کر دی گئی ہے"

اس بات سے ڈریں کہ ہماری مجالس اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہوں، جن) میں بیٹھنے والوں (کی مثال مردار گدھے کی ہو اور قیامت کے دن یہ مجالس ہمارے لیے حسرت کا باعث بنیں۔ حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”ما من قومٍ يقومون من مجلسٍ لا يذكرون الله فيه إلا قاموا عن مثل جيفة حمار وكان عليهم حسرة“۔(رواہ أبو داوود)

”جو لوگ ایسی مجلس قائم کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی ہو، وہ اس حال میں وہاں سے اٹھتے ہیں جیسے ایک مردار گدھا اور قیامت کے دن یہ مجلس ان کے لیے باعثِ حسرت ہوگی“۔

عزیز بھائی، میں آپ کو اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ حسنِ خلق کی تلقین کرتا ہوں۔ کافروں کے ساتھ شدت اور سختی کا رویہ اگرچہ ایک محمود صفت ہے لیکن یہ سختی آپ کے مزاج پر اس طرح غالب نہ آجائے کہ آپ میں مسلمانوں کے لیے بھی نرمی نہ رہے۔

ہر حال میں جو طرزِ عمل مناسب ہو، وہی اپنائیں۔ اگر کوئی مسلمان کسی معاملے میں آپ کے مؤقف کی مخالفت کرتا ہے، تب بھی اس کے ساتھ نرمی کا معاملہ رکھیے، کیونکہ وہ بہر حال دائرۂ اسلام میں ہے اور اس کا آپ کے اوپر دینی اخوت کا حق ہے۔ سب کے ساتھ شفقت سے پیش آیئے اور اپنے بھائیوں کے لیے اپنے آپ کو جھکایئے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم نے فرمایا، ”إن من أحبكم إلي وأقربكم مني مجلسًا يوم القيامة أحاسنكم أخلاقًا“. ”تم میں سے مجھے سب سے محبوب اور قیامت کے دِن مجھ سے قریب تر وہی ہوگا جو تم میں سب سے اچھے اخلاق والا ہے۔“

اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کو نصرت و تمکین عطا کریں تو اس پر اِترایئے نہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ احسان فراموشی کیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ (28:83)

”وہ (جو) آخرت کا گھر (ہے) ہم نے اُسے اُن لوگوں کے لیے (تیار) کر رکھا ہے جو نہ زمین میں اپنی بڑائی اور تکبر چاہتے ہیں اور نہ کسی طرح کا کوئی فساد و بگاڑ اور (نیک) انجام پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے۔“

فتح و نصرت ملنے پر آپ کا حال نبی کریم ﷺ جیسا ہی ہو، کہ آپ ﷺ فتحِ مکہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکائے ہوئے مکّہ میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے اپنا انتقام نہیں لیا، بلکہ صرف ان لوگوں سے بدلہ لیا جنھوں نے اللہ کے دین کی مخالفت کی تھی اور جن لوگوں کے اسلام لانے کی امید تھی ان کو چھوڑ دیا۔ لہٰذا فتح آپ کے شکر اور عاجزی میں اضافے کا باعث ہی بنے۔ فتح و نصرت اللہ کے فضل سے ہی ملتی ہے، لہٰذا اُس کے فضل کو اُسی کی ذات سے منسوب کیجئے۔ اللہ کے لیے عاجزی اختیار کیجئے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بلند مقام عطا فرماتے ہیں۔

علمِ شرعی سے اپنے آپ کو مزین کیجئے، تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت پورے شعور اور بصیرت کے ساتھ کر سکیں۔ اس غرض کے لیے محنت کیجئے۔ آپ کو شاید علمی مدارس میں بیٹھنے کی فرصت میسر نہ آئے، لیکن کبھی کبھار اہلِ علم کے ساتھ بیٹھنے یا کچھ کتابیں پڑھ لینے کا موقع ضرور ملے گا۔ ایسی صورتِ حال کا بقدرِ استطاعت فائدہ ضرور اٹھائیے۔ اگر آپ کے لیے مصروفیت یا سستی کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو تو بھی کم از کم مسائلِ جہاد کا علم ضرور حاصل کیجئے، کیونکہ یہ علم حاصل کرنا آپ پر بہر حال فرضِ عین ہے۔ جس طرح نمازی نماز کے احکامات جانے بغیر نماز نہیں پڑھتا، اسی طرح ایک مجاہد پر لازم ہے کہ جہاد کے احکامات کا علم حاصل کرے۔ کم از کم "الذخیرۃ" نامی کتاب کا مطالعہ ضرور کیجئے یا پھر "ما لا یسع المجاھد جھلہ" کا... کیوں کہ یہ واقعی ایسی کتاب ہے جس کے مندرجات سے ناواقف رہنا ایک مجاہد کے شایاں نہیں۔ یہ انتہائی آسان اور مختصر، یعنی بیس سے بھی کم صفحات کی کتاب ہے اور بآسانی دستیاب ہے۔

اپنے جہاد کے راستے کو انتہائی غور سے سمجھئے اور اس کا حکمِ شرعی جاننے کی کوشش کیجئے۔ جب آپ کو یہ یقین ہو جائے کہ یہ جہاد کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کی بنیاد پر کھڑا ہے تو اس راستے سے چمٹ جائیے اور اس پر ثابت قدم رہیے، چاہے کتنا ہی طویل عرصہ اس راہ میں گزر جائے۔ سفرِ جہاد کی طوالت سے کبھی نہ گھبرائیے۔ یاد رکھیے! آپ اُس عظیم عبادت میں ہیں جس کا ایک دن اور رات پورے مہینے کے قیام و صیام سے افضل ہے۔ فوراً ثمرات سمیٹنے اور فتح جلد پانے کی آس میں کہیں جہاد چھوڑ نہ بیٹھیے۔ جن لوگوں نے بھی یہ راستہ چھوڑا، خصوصاً مرتدین کے خلاف جہاد کا راستہ، ان سے جب پوچھا جاتا ہے کہ آپ نے جہاد کیوں چھوڑ دیا تو وہ کوئی شرعی عذر پیش نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس میں کوئی فائدہ نظر نہیں آیا۔ اس بات سے تو وہ خود بھی انکار نہیں کر سکتے کہ انہوں نے جہاد کی جس صورت کو ترک کیا ہے اس سے بہتر کوئی صورت ممکن تھی ہی نہیں۔ حقیقی بات یہ ہے کہ یہ لوگ فوراً ثمرات سمیٹنے اور جلد فتح پانے کے چکر میں توفیقِ جہاد سے محروم ہو گئے۔ خبردار! کہیں آپ کو یہ مرض لاحق نہ ہو جائے۔ اپنے جہاد پر ثابت قدم رہیے، چاہے مدّتیں بیت جائیں اور بظاہر راستے مسدود نظر آئیں۔ جہاد تو اللہ کا حکم ہے جسے بجالانا آپ پر لازم ہے، جبکہ فتح و نصرت اس کا وعدہ ہے جس کی اس نے ضمانت دی ہے۔ اس کے حکم کو اس کا وعدہ پورا ہونے کے انتظار میں چھوڑ نہ دیجئے۔ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملنا

کہ آپ اس کے حکم پر عمل پیرا ہوں کہ "وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّه""اِن (کفار) سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سارا کا سارا اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جائے"، اس سے بہتر ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملیں کہ آپ اس سے سوءِ ظن رکھتے ہوں۔

کچھ لوگوں سے آپ کو ایسی باتیں سننے یا ایسے فعل دیکھنے کو ملیں گی جس سے آپ کو محسوس ہو گا کہ ان کے نزدیک جہاد صرف بندوق چلانا ہی ہے۔ اس طرح کے غلط تصورات جہاں پائے جائیں ان کی تصحیح کیجئے، کیونکہ جہاد قتال اور اس سے معاون امور پر مشتمل ہے۔ بارودی سرنگ بنانے والا بھی مجاہد ہے، اس کو پھاڑنے والا بھی مجاہد ہے، اس کو منتقل کرنے والا بھی مجاہد ہے، اس کے ہدف کا جائزہ لینے والا بھی مجاہد ہے... پہرہ دینے والا، رباط میں وقت صرف کرنے والا، قتال شروع ہونے کے انتظار میں بیٹھنے والا، مجاہدین کے لیے کھانا بنانے والا، ان کے اسلحے کی حفاظت کرنے والا... سب مجاہد ہیں۔ اور یہ سب ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں، اور شہادت ان میں سے کسی ایک کے لیے دوسرے کی نسبت زیادہ قریب نہیں۔ اور اگر صرف کثرتِ سواد) تعداد میں زیادتی (یا کفار کو غصہ دلانا مقصود ہو تو مجرد یہ عمل ہی جہاد میں شرکت کے لیے بہت ہے۔

حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ ایک غزوے میں اس حال میں نکلے کہ ان کی ایک آنکھ ناکارہ تھی۔ ان سے جب کہا گیا کہ آپ بیمار ہیں تو کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ہلکے اور بوجھل دونوں کو نکلنے کا حکم دیا ہے۔ اگر میں قتال میں براہِ راست شریک نہیں ہو سکتا تو مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ اور ان کے مال و متاع کی حفاظت تو کر سکتا ہوں۔

اگر آپ اللہ کے دین کی خاطر اور اس کی رضا کی خاطر عمل کر رہے ہیں تو اپنے آپ کا دوسروں سے موازنہ نہ کیجیے۔ دوسروں کے عمل جتنا یا ان سے کچھ زیادہ عمل کر لینے پر مطمئن نہ ہو جایئے۔ اپنی استطاعت کے مطابق کام کیجئے، چاہے دوسروں کا عمل آپ سے بہت زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔ کسی اور میں سستی دیکھتے ہوئے خود سستی نہ کیجیے کیونکہ یہ کم ظرف لوگوں کا وصف ہے، اور نہ ہی کسی اور سے زیادہ عمل کر لینے کی وجہ سے کام چھوڑ دیجئے، کیونکہ یہ اعمال ضائع کرنے کا باعث ہے۔ آخرت کا طلب گار آخرت کے لیے کام کرتا ہے، وہ یہ نہیں دیکھتا کہ لوگ کس حال میں ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل پیرا ہوتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۔۔۔(5:105)

اے ایمان والو !اپنی فکر کرو۔ دوسرے کسی کی گمراہی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی جب کہ تم خود ہدایت پر ہو۔

یہی ہماری امت کے بہترین افراد کا معاملہ تھا۔ کوئی شخص ایک کھجور کا صدقہ کرتا اور کوئی سو اونٹوں کا۔ نہ سو اونٹوں والے کو دیکھ کر ایک کھجور والا اپنے عمل کو حقیر جانتا اور نہ سو اونٹوں والا غرور و تکبر کا شکار ہوتا۔ جبکہ منافق دونوں ہی کا مذاق اڑاتے۔ آخر میں مومنین جنت میں اکھٹے ہوں گے جبکہ منافق جہنم کے نچلے درجے میں ڈالے جائیں گے۔

اگر جہاد کی مصلحت آپ سے یہ تقاضا کرے کہ آپ ایک جگہ رک جائیں تو اس جگہ کو کسی ساتھی کی صحبت میں رہنے کی خاطر نہ چھوڑ دیجئے، کیونکہ آپ جہاد کے لیے نکلے ہیں، لوگوں کی صحبت کے لیے نہیں۔ اپنے بھائی سے جدائی یہ سوچ کے اختیار کر لیجئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اُس دن اپنے سائے تلے اکھٹا فرمائے گا جب اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا۔ صحابۂ کرامؓ رسول اللہ ﷺ سے کتنی شدید محبت رکھتے تھے، لیکن وہ آپ ﷺ کی صحبت کی خاطر دین کے کسی عمل کو نہیں چھوڑتے تھے۔

میرے اسلامی بھائی، سمع و طاعت کو اپنے اوپر لازم کر لیجئے کیونکہ اسی کے ذریعے جماعت میں رہنے کی برکتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ امیر کی سنیے اور اطاعت کریجئے، چاہے بات آپ کے نقطۂ نظر کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اجتماعیت میں برکت ہے جبکہ اختلاف میں نِراشر اور افتراق ہے۔ اس سے قدم اکھڑ جاتے ہیں، اِلّا یہ کہ اختلاف کی وجہ شریعت کے نص کی مخالفت ہو، کیونکہ شریعت پر کسی کی رائے کو مقدم نہیں ٹھہرایا جا سکتا ہے، یا اس کی وجہ کوئی ایسا مفسدہ ہو جو سب پر واضح ہو۔ ان لوگوں میں سے نہ ہو جایئے جن کو ان کی پسند کی جگہ رکھا جائے تو سمع و اطاعت کرتے ہیں اور اگر ان کی مرضی کے خلاف کوئی کام کہہ دیا جائے تو منہ پھیر لیتے ہیں۔ یہ اس شخص کی صفت نہیں ہو سکتی جس نے اپنا آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بیچ دیا ہو۔ سمع و طاعت سے اعراض نہ کیجیے گا چاہے شہادت کی طلب آپ کو ایسا کرنے پر مجبور کر رہی ہو۔ کسی کو کیا پتا کہ کس کو کہاں موت آلے گی۔ آپ نے اپنی جان بیچی ہے تو پھر اس سودے کو احسن طریقے سے پایۂ تکمیل تک پہنچائیں کہ جان کا یہ سودا بغیر کسی قیود و شروط کے ہوا ہے۔

یاد رکھیے گا کہ آپ کے امیر کے اوپر پہلے ہی بہت ذمہ داریاں ہیں جن کے عوض میں ان کو کوئی دنیوی جزاء نہیں ملتی۔ ان کے بوجھ میں اضافے کا باعث بننے کی بجائے بوجھ بانٹنے کا سبب بنیے۔ آپ نے اپنے امیر کی اطاعت اس لیے اختیار کی ہے کہ وہ اللہ کا مطیع ہے، تو اب اس کی اطاعت کر کے اللہ کی اطاعت کیجئے۔ اس کی اطاعت آپ کی اپنی خواہشات کے تابع نہ ہو۔ اس صالح بندے کا نمونہ بنیے جس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

’’إن كان في الساقة كان في الساقة وإن كان في الحراسة كان في الحراسة, لا يبالي في أي مكانٍ وُضع, وإن شق على نفسه استجاب, ومع انقياده وطاعته فهو لا يؤبه له, لا تقضى حاجته ولا تقبل شفاعته إن استأذن لم يؤذن له وإن شفع لم يُشفّع‘‘.

”اگر اسے لشکر کے پچھلے حصے میں بھیج دیا جائے تو پچھلے حصے میں رہتا ہے اور اگر پہرے پر مقرر کر دیا جائے تو پہرے پر رہتا ہے، یہ پروا نہیں کرتا کہ اسے کدھر متعین کیا گیا ہے۔ چاہے کوئی بات ناگوار ہی کیوں نہ گزرے پوری کر گزرتا ہے، فرمانبرداری اور اطاعت سے وہ اکتاتا نہیں۔ نہ اس کی حاجت پوری ہوتی ہے، نہ اس کی سفارش قبول ہوتی ہے۔ اگر اجازت مانگتا ہے تو اجازت نہیں ملتی اور اگر اس کی سفارش کی جائے تو قبول نہیں ہوتی۔“

اپنا دل اللہ تعالیٰ سے جوڑیئے، اور برے انجام سے ڈرتے رہیے۔ اللہ تعالیٰ سے کثرت سے دعا کیجئے، کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو عین راہ میں لڑکھڑا جاتے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ کے خوف میں اضافہ نہیں ہو جانا چاہئے کہ پیٹھ پھیرنا ایسا گناہ ہے جو نہ کسی صاحبِ تکریم کی عزت کا لحاظ کرتا ہے اور نہ ہی کسی صاحبِ شرف کی شرافت کا پاس رکھتا ہے۔ اس جال میں وہ لوگ بھی پھنس جاتے ہیں جو علم و عبادت میں بلند مقام و مرتبہ رکھتے ہیں اور جہاد کے میدانوں میں کئی سال گزار چکے ہیں۔ اس کا سبب کیا ہے؟ اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ بندوں کے دِل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے درمیان ہیں۔ اگر وہ چاہے تو انہیں استقامت سے رکھتا ہے اور اگر چاہے تو ٹیڑھا کر دیتا ہے۔ ممکن ہے کہ ایک شخص کے دل میں کوئی ایسی ٹیڑھ ہو جس کو وہ نظر انداز کرتا رہے، اور اسی وجہ سے وہ راہِ حق سے پھسل جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ '' فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ ''۔” توجب ان لوگوں نے کج روی اختیار کی تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے“۔ اور دلوں میں پوشیدہ راز تو صرف عالمِ غیب ہی جانتا ہے۔

'' رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ''۔(2:250)

اے پروردگار ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہمیں) لڑائی میں (ثابت قدم رکھ اور) لشکر (کفار پر فتح یاب فرما۔

اللهم أرنا الحق حقًّا وارزقنا اتباعه وأرنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه ولا تجعله ملتبسًا علينا فنضل.

اے اللہ! ہمیں حق کو حق ہی دکھلا اور اس کے اتباع کی توفیق دے اور باطل کو باطل ہی دکھلا اور اس سے اجتناب کرنے کی توفیق دے۔ ہم پر باطل کو غیر واضح نہ رہنے دیجئے، کہ ہم اس سے گمراہ ہو جائیں۔

ربنا آتنا في الدنيا حسنة وفي الآخرة حسنةً وقنا عذاب النار.

اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی خیر عطا فرما اور آخرت میں بھی خیر عطا فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لے۔ آمین!

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين.